

یہ یونیون نمبر ۳۳

۱۳۵

مدینتہ المسیح ۵۵

ان شاء اللہ تعالیٰ
عسے بقیات یا کمال کو

الفضل روزنامہ

جلد ۳۲، ۱۲ ماہ ظہور ۱۳۲۳ھ، ۲۲ شعبان ۱۳۶۳ھ، ۱۲ اگست ۱۹۴۴ء، نمبر ۱۸۸

قادیان۔ امراہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایڈ اللہ تعالیٰ آج ڈاہوزی تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ سیدہ بشری بیگم صاحبہ حرم رابع۔ سیدہ ام متین صاحبہ حرم ثالثہ اور صاحبزادی امہ الحکیم سلیمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے گئی ہیں۔ مکرم جناب ڈاکٹر شمس اللہ صاحب بھی ہمراہ ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی درد نقرس کی تکلیف ابھی پوری طرح دور نہیں ہوئی۔ بیوی بچے میں تکلیف ہوتی ہے۔ کچھ دنوں سے نفل میں پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ جسے پیسے سے افاقہ ہے۔ اجاب دکان صحت فرمائیں۔ میڈام مظفر احمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ نواب محمد علی خان صاحب کے تعلق تملہ سے بذریعہ ڈاک ۹ اگست کی اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت نور علی صاحب کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اور خون کارنگ بھی ملکا ہے۔ کمال صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ محترمہ سکرٹری صاحبہ تعلیم و تربیت لجنہ امراہ ظہور مطلع فرماتی ہیں۔ کہ سب مملوکوں کی عمر بچنے

ترجمہ روزنامہ اور اخبارات اور کے متن جملہ اخبارات نامہ

یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ اگر دل میں ایمان اور لقین ہو۔ تو اسے سنکر بدن میں ہتک لگ جانی چاہیے۔ اور دل میں یہ جوش پیدا ہونا چاہیے۔ کہ اس کی تردید کریں۔ مگر اس شخص کی مخالفت کی بجائے لوگ اس کی باتوں کو شوق سے سنتے ہیں۔ اور اسے رتبہ قادیان کہتے ہیں۔ حالانکہ اس شخص کا یہ دعوے ان کے اپنے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ اور اس کی زبان کے مذہب پر بھی پڑتی ہے۔ مگر اس کی ان باتوں کی کوئی مخالفت نہیں کی جاتی۔ کیوں ان باتوں پر لوگوں کو غصہ نہیں آتا؟ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے۔ جس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کی ہتک کرنے والے میں۔ اور اس کے عذاب کو اپنے اوپر بھڑکاتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں اس بات کو سن کر غصہ پیدا نہ ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکل سکتا۔ ہمارا مذہب کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ اس بات کو صرف اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ یہ صرف جماعت احمدیہ سے متخبر ہے۔ اس سے زیادہ اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ مگر ہماری باتوں پر وہ چڑتے اور سخت غصہ میں آتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں یہ احساس پیدا کر دیا۔ کہ اس دعوے کے بعد اب دنیا میں ضرور تغیر پیدا ہوگا۔

یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ میں رب ہوں۔ وہ کسی وجہ سے دھوکہ کھا کر ایسا نہیں کہتا۔ بلکہ ہمیں چڑانے کے لئے کہتا ہے لیکن اپنے لئے ایک ایسا نام تجویز کرتا ہے۔ اور ایسا دعوے کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی مخالفت ہم پر ہی فرض نہیں۔ بلکہ ہر مسلمان ہر ہندو۔ ہر سکھ اور ہر عیسائی پر فرض ہے۔ اور جتنے لوگ بھی اپنے آپ کو توحید کا قائل بتاتے ہیں۔ ان سب پر فرض ہے۔ مگر سب سنتے ہیں۔ اور جوش ہوتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو قادیان کا رب کہتا ہے۔ مگر کیا وہ اس رب کو قادیان کا رب نہیں سمجھتے۔ جو ساری دنیا کا رب ہے؟ کیا ان کے نزدیک قادیان اس رب کی حکومت میں شامل نہیں۔ جو ساری دنیا کا رب ہے؟ کیا وہ مسلمان جو اس ہندو کو رب قادیان کہتے ہیں سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان کا رب وہ رب نہیں۔ جو رب العالمین ہے؟ اور کیا وہ عیسائی جو اس شخص کو رب قادیان کہتے ہیں ٹیڈٹ کا قائل بنتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ باپ خدا نے قادیان کو پیدا نہیں کیا؟ اور جب یہ سب لوگ قادیان کو بھی اپنے رب کی پیدا کردہ چیز ہی سمجھتے ہیں۔ تو ان کو سوچنا چاہیے۔ کہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو رب قادیان کہتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ قادیان ان کے خدا کی بادشاہت سے باہر ہے۔ اور

روزنامہ افضل قادیان ۲۲ شعبان ۱۳۶۳ھ

ملفوظات حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایڈ اللہ تعالیٰ

عام مخالفت کا جوش و خروش

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کا بے ہوشہ لازم

شادی کا معاملہ

فرمودہ ۱۲ اگست ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب مرتبہ: شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

فرمایا: آج کل ہماری جماعت کے خلاف ایک جوش پایا جاتا ہے۔ تمام مخالفت کیا ہندو کی مسلمان اور کیا وہ احمدی کہلاتے والے جو ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں اپنے اخباروں میں اور گفتگوؤں میں سلسلہ کے خلاف بہت زہر اگلتے ہیں جماعت کے بعض دوست اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اس سے غصہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس مخالفت کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ کہ یہ تمام جوش و خروش اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس انکشاف کے بعد پیدا ہوا ہے۔ کہ ماس نے اپنے اہام اور اپنی ہمت کے ماتحت مجھے یہ بتایا

اور اسلام کو دیگر ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ بیداری جو ہماری مخالفت میں پیدا ہو رہی ہے۔ یہ اس

قلبی احساس کا نتیجہ

ہے۔ کہ یہ دعویٰ اسلام کے دنیا میں غلبہ کی بنیاد ہے۔ اس دعویٰ کے بعد اگر لوگوں کے دلوں میں جوش پیدا نہ ہوتا تو یہ کوئی خوشی کی بات نہ ہوتی۔ اور جوش کا پیدا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ دوسرے لوگ اپنے دلوں میں یہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اس دعویٰ کے نتیجہ میں جہاں

ایک زبردست حملہ

کرنا چاہیے۔ اور ہمارے آدمی ہم سے الگ ہو کر اس میں شامل ہوتے جائیں گے پس یہ مخالفت تو ہمارے لئے برکت والی چیز

ہے۔ اور ہماری صداقت کا ایک زبردست ثبوت۔ اگر یہ مخالفت نہ ہوتی۔ تو ہمیں فکر ہونا چاہیے تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ صداقت آئی۔ مگر اسکی مخالفت کیوں نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی

صداقت کے آنے کے ساتھ

ہی لوگ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ اس سے ہمیں نقصان پہنچے گا۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے۔ ادھر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتا ہے۔ کہ جب کا مقابلہ ہم نہ کر سکیں گے۔ اور ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بھوٹا ہے۔ یہ دعویٰ فصول اور لغو ہے مگر اس کے ساتھ ہی ان کے دلوں میں بے کلی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ وہ اپنے ساتھ بیوں سے کہتے ہیں کہ ایسے دعووں سے گھبرانا نہ چاہیے۔ یہ غلط ہے۔ جھوٹا ہے اور ساتھ ہی ہر رنگ میں مخالفت شروع کر دیتے ہیں

پیغامیوں کو دیکھ لو ان کا ایک ساتھی غلام محمد یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ صبح برآمد ہے۔ اس کے خلاف ان میں کیوں مخالفت کا اس قدر جوش پیدا نہیں ہوا۔ جو میرے اس دعویٰ کے

بعد ہماری جماعت کے خلاف پیدا ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ غلام محمد کے دعویٰ کے متعلق وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب میں نے یہ دعویٰ کیا۔ تو انہوں نے محسوس کیا۔ کہ چونکہ

اللہ تعالیٰ کی تائیدات

حاصل ہیں۔ اسلئے ضرور لوگ اسے سہائی سمجھیں گے اور اسکی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے مخالفت شروع کر دی شاعر لوگ مجالس میں نثر پڑھتے ہیں اور لوگ بڑے شوق سے سنتے اور سر دھنتے ہیں۔ مگر قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ جب قرآن سنایا جاتا۔ تو کفار کہتے کہ والغوا فیہ یعنی خوب شور مچاؤ۔ تا کوئی اسے سن نہ سکے۔ اس کی وجہ کیا تھی یہی کہ وہ سمجھتے تھے

شعراء کے اشعار سے

ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہماری قوم کو تہ دبلا نہیں کر سکتے۔ مگر قرآن کریم کے متعلق ان کے دل محسوس کرتے تھے۔ کہ اس میں ایسا اثر ہے۔ کہ لوگ انہوں کی طرف متوجہ ہونگے اور اسے قبول کرینگے اس لئے کہتے تھے۔ کہ خوب شور مچاؤ۔ تا لوگ کہیں ہی نہ سکیں۔ یہ اس وقت جو ہماری مخالفت ہو رہی ہے۔ یہ وہی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز اٹھنے پر ہمیشہ پیدا ہوا کرتی ہے آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آواز اٹھے۔ اور لوگ اسکی مخالفت نہ کریں۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہاں ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو

قرآن کریم کو منسوخ

مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ بہاؤ اللہ الوہیت کی شان اپنے اندر رکھتا تھا۔ مگر ان کی مخالفت نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ ایران میں شیعوں نے ان کی کچھ مخالفت کی۔ مگر اور کسی فرقہ نے ان کی مخالفت نہیں کی۔ اور شیعوں نے تو یہ سمجھا۔ کہ اچھا ہے یہ شیعوں پر اعتراض اور طنز کرتے ہیں۔ ہمیں ان کی مخالفت کی ضرورت نہیں۔ لہذا لاہور میں

بھی رہتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا، وہ قرآن کریم کو منسوخ مانتے ہیں۔ اور انکا عقیدہ ہے۔ کہ بہاؤ اللہ کا درجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نچوڑا ہوا ہے۔ مگر کیا کبھی کسی مسلمان نے ان کی بھی مخالفت کی ہے۔ یہی اخبارات۔ احسان شہباز اور زمیندار وغیرہ ہیں۔ کیا کبھی انہوں نے

بہائیوں کے خلاف

کبھی آواز اٹھائی ہے کبھی نہیں۔ اور اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ دعویٰ لاف نہیں ہے۔ مگر ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کرتے ہیں۔ آپ کی بلند سی شان کا اظہار کرتے ہیں۔ صرف ملاؤں نے جو اسوقت مسلمانوں پر حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اسے توڑ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کی

حکومت

قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہمارے خلاف یہ لوگ اسقدر شور مچاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ انکے پاس صداقت ہے جو ضرور غالب آجائے گی۔ پس ہماری جانتے اور اسکی مخالفت کو دیکھ کر بجائے اسکے کہ غصہ میں آئیں یہ مخالفت ان کے

ایمانوں میں زیادتی کا موجب

ہوتی چاہیے اور ہماری جماعت کے کوئی کزود لوگ اگر ابھی تک اس دعویٰ کو پوری طرح نہ سمجھتے تھے تو اب انکی پوری طرح تسلی ہو جانی چاہیے۔ کہ دشمن نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ اس دعویٰ میں ایسا بیج ہے جو ایک دن تمام دنیا پر

تمام دنیا پر

چھا جائیگا۔ یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے، ہماری صداقت کا۔ اور یہ تو ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہمارے نقطہ نگاہ سے بہت ہی ضروری ہے۔ اور بجائے اسکے کہ اس غصہ میں آئیں۔ چاہیے کہ اگر کسی وقت اس مخالفت میں کمی ہوتی دیکھیں۔ تو اس پر ادھر تیل ڈال دیں۔ تا کہ اس میں کمی نہ ہو۔ اس میں تنگ نہیں کہ بعض لوگ جو قریب آئے تھے اس مخالفت کی وجہ سے کچھ جھجک گئے ہیں مگر یہ بھی خبریں آ رہی ہیں کہ پہلے جن لوگوں کو احمدی کہتے تھے کہ ہمارے اخبار پڑھو۔

اور وہ نہیں پڑھتے تھے۔ اب خود مانگ مانگ کر مطالعہ کرنے لگے ہیں۔ ایک دوست نے لکھا ہے کہ پچھلے دنوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بعض خیالات تمکام میں اظہار کیا۔ وہ جس پرچہ میں شائع ہوئے لوگ بکثرت وہ پرچہ پڑھنے کیلئے مانگتے ہیں۔ ۱۹۵۰ آدمی اسے پڑھ چکے ہیں۔ اور ابھی اتنے ہی اور ہیں جو پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو اس دعویٰ نے ایک

بیداری اور جوش

پیدا کر دیا ہے اور یہ ہمارے لئے بہت اچھی بات ہے۔ جب جوش پیدا ہوگا۔ تو لوگ ہماری باتوں کو زیادہ سنیں گے اور زیادہ لوگ صداقت کو قبول کرینگے۔ یہ مخالفت تو الہی سلسلوں کیلئے لکھا کا کام دیتی ہے۔ اس کا نام نہیں چاہیے بلکہ شروع میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف مجھ پر ہوا تو میں نے بعض دستوں ذکر بھی کیا تھا۔ کہ ابھی تک اسکی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ اور اسوجہ میرا دل ڈرتا بھی تھا مگر آخر اللہ تعالیٰ نے مخالفت شروع کر دی اور اب

ہر جگہ مخالفت

ہو رہی ہے اور ہر جگہ کام لیا جاتا، مخالفین کا طریق ہی ہوتا ہے کہ وہ مدعی کی دوسری باتوں کو ساتھ ملا لیتے اور پھر مخالفت شروع کر دیتے ہیں مثلاً میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اسے لے لیا حالانکہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو رسول کریم کی شان اللہ تعالیٰ کی عظمت رسول کریم کی شان کو بلند کرنے والی بات ہے، کوئی انسان خواہ وہ کتنا بلند درجہ کیوں نہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہی ہے۔ پس ہم کسی انسان کیلئے یہ کیوں کر مانیں کہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں محدود ہیں۔ اور اس میں دنیا انسان پیدا کر سکی طاقت نہیں ہے خدا تو غیر محدود طاقتوں کا مالک ہے، وہ اگر چاہے تو اور دنیا بھی پیدا کرے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ پس ہم یہ کیوں نکرمان لیں کہ خدا تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ قدرت نہیں رکھتا۔ یا کوئی ایسا کام بھی ہے جس میں قدرت کا اظہار ہو اور وہ اسے نہیں کر سکتا۔ وہ جاہل ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید نادانف ہے

ازلی ابدی خدا

کے سامنے انسان خواہ کتنی ہی بلند شان کا کیوں نہ ہو ایک خاکسار وجود ہی ہے۔

پس میں نے جو کچھ کہا وہ خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے ضروری ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے ہمیں گالیاں کھانی پڑیں۔ ماریں کھانی پڑیں۔ اگر ہمارے سردوں پر آدے رکھ کر چیر دیا جائے۔ اگر ہماری ہڈیاں کتوں کے آگے ڈال دی جائیں۔ تو بھی ہمیں کوئی پروا نہیں اور اس میں ہمیں عین راحت ہوگی۔ دنیا کا آرام و آسائش تو کافروں کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہم سے اچھے کھانے کھاتے۔ اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور ہم سے بہت زیادہ راحت اور آرام سے رہتے ہیں۔ مگر جو چیز ان کو میسر نہیں وہ یہ ہے۔ کہ انہیں خدا تعالیٰ کے لئے دکھ نہیں اٹھانے پڑتے۔ ورنہ دنیا کا راحت و آرام انہیں ہم سے بہت زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ ہماری تعریف بھی کریں۔ تو کئی کر سکتے ہیں۔ فرض کرو۔ ہم کوئی ایسا مضمون لکھ دیں۔ جو ان لوگوں کو پسند ہو۔ اور یہ اخبار شہباز۔ احسان اور زمیندار وغیرہ جو اس وقت ہماری مخالفت کر رہے ہیں خوش ہو کر ہماری تعریف بھی کر دیں۔ تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔ ان اخباروں کی اشاعت تو کچھ بھی نہیں۔ دو دو اڑھائی اڑھائی ہزار ہوگی۔ اور ایک پرچہ کو اوسطاً پانچ آدمی مطالعہ کرتے ہوں گے۔ پس یہ اخبار اگر ہماری تعریف کر دیں۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا۔ کہ ۲۰-۲۵ ہزار لوگ پڑھ لیں گے۔ مگر یورپ کے دہریوں کے اخبارات ایسے ہیں۔ کہ ایک ایک کی اشاعت سب سے بچا لاکھ تک ہوتی ہے۔ گویا ہندوستان کے کل اردو اخبارات کی اشاعت بنا کر بھی وہاں کے ایک اخبار کی اشاعت کا نصف بھی نہیں ہوگی۔ اور اتنے وسیع حلقے میں بعض دہریوں کے مضامین کی تعریف ہوتی ہے۔ تو اگر یہ اخبار ہمارے مضامین خوش ہو کر شائع بھی کر دیں۔ تو ہمیں وہ عزت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو یورپ کے بعض دہریہ مضمون نویسوں کو ملتی ہے۔ پس یہ کوئی عزت کی بات

نہیں۔ کہ چند لوگ تعریفیں کریں۔ یہ عزت تو دہریوں اور کافروں کو بھی حاصل ہے۔ وہ عزت جو ہمارے سوا آج دنیا میں کسی اور کو حاصل نہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ آج خدا تعالیٰ کی خاطر گالیاں کھانی والے ہمارے سوا کوئی نہیں۔ اور اس راہ میں جسے لوگ ذلت سمجھتے ہیں وہ ہمارے لئے عزت اور پھولوں کے مار ہیں۔ اور جسے تباہی کہتے ہیں اسے ہم ترقی سمجھتے ہیں۔ پس توحید الہی کے قیام کی راہ میں ہمیں خواہ کتنی تکالیف کیوں نہ اٹھانی پڑیں۔ ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ اور ہمارے لئے تو خاص حکم ہے۔ کہ توحید کو قائم کریں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابنا الفکار پس ساری عزت اسی میں ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کریں۔ اس لئے میں نے جو بات لکھی وہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ پھر اس بات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکیا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یونہی انعام دے دیا۔ اور آپ نے جو درجہ پایا۔ وہ کسب محنت اور قربانی کی وجہ سے نہیں پایا۔ خدا تعالیٰ کی توحید کے بعد دوسرے درجہ پر ہمارے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنا اور اس وجہ سے بھی ہم کو جو گالیاں ملتی ہیں۔ وہ ہمارے لئے عزت کا موجب ہیں۔ اور یہ ہمارے لئے بہت بڑی عزت ہے۔ کہ ان دونوں پیاروں کے لئے ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں۔ اگرچہ گالیاں دینے والے سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ہماری ذلت کرتے ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ تو یہ گالیاں دینے والے ذلیل ہو جائیں اور ہم جن کو یہ گالیاں ملیں۔ اس کے حضور عزت پائیں گے۔ اسی طرح جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گے۔ تو آپ ان لوگوں سے مونہ پھریں گے۔ لیکن آپ سارے لوگوں

پس یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس سے بڑی نعمت ہمارے لئے کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ایسی نعمت ہے۔ کہ اگر اس کے لئے ہمیں گزنیں بھی کٹوانی پڑیں۔ تو کھنسا چاہیے۔ کہ یہ نعمت ہمیں سستی ملی ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں کوئی قیمت نہیں دینی پڑی۔ پس اس وقت جو جوش ہمارے خلاف پیدا ہوا ہے۔ اس سے گھبرانا ہرگز نہ چاہیے۔ یہ تو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہم سچائی پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بعض اوقات مخالفت کا جوش کم ہوتا تو آپ اس کو پسند نہ فرماتے۔ اور آپ فرماتے۔ کہ جب لوگ مخالفت زیادہ کرتے ہیں۔ تو احمدی بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ انبیاء کی مثال تو اس بڑھیا عورت کی ہے۔ کہ جسے گاؤں کے بچے دق کیا کرتے تھے۔ اور وہ ان کو گالیاں اور بدعنائیں دیتی۔ ایک دن گاؤں کے لوگوں نے مشورہ کیا۔ کہ بچے کس بے چاری کو خواہ مخواہ تنگ کرتے ہیں۔ اور یہ ان کو بدعنائیں دیتی ہے۔ اس لئے بچوں کو روکنا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ کل سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں بچوں کو بند رکھیں۔ اور دروازے نہ کھولیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن جب وہ بڑھیا باہر نکلے۔ تو کوئی بچہ اسے دق کرنے کے لئے موجود نہ تھا۔ اور اسے گالیاں سننے کی عادت ہو گئی تھی۔ اب وہ ایک گھر کے دروازہ پر جاتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ آج کیا تمہارے گھر کی چھت گر گئی۔ اور سب بچے مر گئے۔ دوسرے پر جاتی۔ اور کہتی۔ کہ کیا بیٹھنا ہو گیا۔ اور سب بچے مر گئے۔ تیسرے پر جاتی اور کہتی۔ کہ کیا تمہارے ہاں آگ لگ گئی۔ اور سب بچے مر گئے۔ آج کوئی بچہ نظر ہی نہیں آتا۔ آخر لوگوں نے سوچا کہ بدعنائیں تو یہ بڑھیا بچوں کو بھی دیتی پھرتی ہے۔ پھر بچوں کو بند

کرنے کا کیا فائدہ۔ تو یہی حال ہمارا ہے جب مخالفت چپ ہو جائیں تو پھر ہمیں انہیں ہوتا ہے۔ دونوں حالتیں گویا تکلیف دہ ہیں مگر دونوں میں سے مخالفت کا زیادہ ہونا زیادہ فائدہ کا موجب ہے۔ کیونکہ مخالفت الہی سلسلوں کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور اس لئے خاموشی کو پس کرنا عقلی نہیں۔ ہاں ہر شخص کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ اور یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا اس کا ایمان ایسا پختہ ہے۔ کہ وہ ہر قسم کی مخالفت کو برداشت کر سکے۔ پس مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ صحیح فطرت انسانی ظلم کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کچھ عرصہ تو ایسے لوگ خاموش رہتے ہیں۔ مگر پھر خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ظلم بلا وجہ ہو رہا ہے۔ اور وہ غول کرنا شروع کرتے ہیں۔ اور اس طرح بدایت پاجاتے ہیں۔ ہدایت عام طور پر وہی لوگ پایا کرتے ہیں۔ جو یا تو خود مخالفت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور یا مخالفت کرنے والوں کے دوست ہوتے ہیں۔ مخالف لوگ جھگڑائی رنگ میں مخالفت کر رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق میں نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا۔ انہیں آڑ بنا کر مخالفت کی جا رہی ہے۔ پھر اب یہ شادی کا معاملہ ہے۔ اس کے بارہ میں بھی ایسی ایسی غلط بیانیوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔ اور یہ اسی وجہ سے ہے۔ کہ مخالفین نے عجیبوں کر یہ ہے کہ انہیں مخالفت کرنی چاہیے۔ ورنہ لوگ تو جہ کریں گے اور حق قبول کر لیں گے۔ اس ضمن میں عجیب عجیب باتیں کی جاتی ہیں۔ بعض اخبارات نے لکھا ہے کہ ان کے ۵۳ بچے موجود ہیں۔ یہ تعداد بڑھا کر اس وجہ سے پیش کرتے ہیں۔ کہ لوگ اولاد کی اس کثرت کو دیکھ کر اور شادی کرنے کو زیادہ محبوب خیال کریں گے۔ پھر میری عمر پانچ دس سال بڑھا کر اوہ لوگوں کی عمر گھٹا کر بیان کرتے ہیں۔

میری عمر ۶۰-۶۵ سال اور ان کی ۱۷-۱۵ سال بیان کرتے ہیں۔ اور اس طرح ایک نمایاں فرق ظاہر کر کے گویا لوگوں کے دلوں میں یہ بات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ کیسی مفحکہ خیز شادی ہے۔ ایسی باتیں لکھنے والوں میں

بعض مسلمان اخبار

بھی ہیں۔ اور مجھ پر اعتراض کرتے وقت وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۶۱ سال کی عمر تک شادیاں کی ہیں۔ یعنی وفات سے دو سال قبل تک۔ اور اس طرح جو اعتراض وہ مجھ پر کرتے ہیں۔ وہ اگر کوئی اعتراض کی بات ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی پڑتا ہے۔ میری عمر تو ابھی ۵۵ سال ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۶۱ سال کی عمر تک شادیاں کی ہیں۔ پس مجھ پر اعتراض کر کے یہ لوگ آریوں اور عیسائیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

اعتراض

لگا موقوفہ دیتے ہیں۔ اور مجھ پر ان کے اعتراضات کی بنا پر آریہ اور عیسائی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب تم مانتے ہو۔ کہ ۵۵ سال کی عمر میں شادی قابل اعتراض ہے۔ تو تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ۶۱ سال کی عمر تک شادیاں کیوں کیں۔ مگر اس بات کی انہیں کوئی پروا نہیں۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کر رہے ہیں۔ اور مجھ پر اعتراض کرنے کے لئے اس شادی کو زیادہ سے زیادہ مفحکہ خیز صورت میں پیش کرتے ہیں۔ ڈھلوزی میں ہم نے

ایک لیڈی ڈاکٹر

کو بلایا۔ میری بیوی بیمار تھیں۔ اور ایک لڑکی بھی بیمار تھی۔ ان کو وہ دیکھنے آئی۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ حالانکہ وہ پہلے کبھی نہ آئی تھی۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ ہم لوگوں سے واقف تو نہیں۔ پھر مسکرائیوں ہی ہے۔ مریضوں کو دیکھتے وقت بھی کبھی وہ ان سے کوئی بات کرتی اور کبھی میری طرف حیرت سے دیکھتی۔ گویا کہ وہ

کوئی بات کرنا چاہتی تھی۔ دوسرے دن وہ میری ایک دوسری لڑکی کو دیکھنے گئی۔ جو ایک دوسری کوٹھی میں تھیں۔ اور ان سے اس نے ذکر کیا۔ کہ میں نے اخبارات میں شادی کے متعلق پڑھا تھا۔ میں اس بارہ میں مرزا صاحب سے پوچھنا چاہتی تھی۔

مگر جرات نہ کر سکی۔ اور جب اسے

سارے واقعات کی تشریح کر کے بتایا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ یہ تو بات ہی اور ہے۔ میں نے تو سنا تھا۔ کہ ۸-۹ سال کی لڑکی ہے جس سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور بلاوجہ کہہ رہے ہیں۔ مگر یہاں تو

معقول وجوہ

ہیں۔ اور حالات بھی اس سے بالکل مختلف ہیں۔ جو اخبارات میں شائع کئے گئے ہیں۔ میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے سنایا۔ کہ بعض

معزز سیاسی قیدی

ان کے پاس آئے۔ اور سر ڈال کر اس طرح بلیغہ جاتے تھے۔ کہ گویا انہیں کسی بات کا بڑا افسوس ہے۔ مگر بات کرنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جیسا کہ بعد میں علم ہوا۔ وہ ان سے اس بات پر ہمدردی ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔ اور کہ میں نے اور شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شاہ صاحب نے پہلے انہیں بتایا تھا۔ کہ میں نے رخصت لی ہے۔ اور کہ میں مادھو پور جا رہا ہوں۔ انہوں نے سنایا کہ جس روز میں چلنے والا تھا۔ بعض سرکردہ قیدی مجھے رخصت کرنے کے لئے آئے۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ اب میں نے پردگرم بدل لیا ہے۔ اور

بھتیجی کی شادی

وجہ یہ کہ میری بھتیجی کی شادی ہے۔ اور میں وہاں جاؤں گا۔ ان کو جب سارے واقعات کا علم ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہمیں تو ان حالات کا علم نہ تھا۔ ہم نے تو اخبارات میں جو کچھ پڑھا تھا۔ اس سے سمجھتے تھے۔ کہ آپ ہمدردی کے مستحق ہیں۔ کہ آپ کی ہمشیرہ کی وفات کے بعد آپ کے بہنوئی دوسری شادی

کر رہے ہیں۔ مگر چونکہ وہ آپ کے امام بھی ہیں۔ اس لئے ہم جرات نہ کر سکتے تھے کہ آپ سے یہ باتیں کریں۔ مگر دل میں ہم یہی سمجھتے تھے۔ کہ آپ لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ جب ان کو تمام حالات سنائے گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ

اخبارات نے بہت جھوٹ بولا

ہے۔ یہ تو بالکل مناسب بات ہے اور مناسب حال شادی ہے۔ ڈھلوزی میں جو لڑکے جاتے ہیں۔ ان کو راستہ میں روک کر لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ سنا ہے۔ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ بعض اخباروں نے

عجیب عجیب لطیفے

لکھے ہیں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ بظاہر حالات سیدہ بشری بیگم کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی۔ مگر بعض اخبارات نے لکھا ہے کہ میں نے کہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا ہے۔ کہ ان کو آئندہ نبی پیدا ہوگا۔ پھر ناواقفیت کی وجہ سے ان کو یہ تو پتہ نہیں۔ کہ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ مگر لکھا ہے کہ جب میں اس شادی میں کچھ تامل کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا کہ اگر تم نے یہ شادی نہ کی۔ تو ہم تمہارے خاندان سے نبوت چھین لینگے

خطبہ نکاح

شائع ہو جانے کے بعد جس میں سب حالات کھول کر بیان کر دئے گئے تھے۔ ان لوگوں کا اس قدر جھوٹ بولنا بتاتا ہے۔ کہ واقعہ

میں مصلحتیں کے انکاسے

ان لوگوں کا اس طرح جھوٹ کی نجاست

پر منہ مارنا اور اس قدر بے باکی سے کذب بیانی سے کام لینا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت کسی مصلح کی واقعی ضرورت ہے۔ یہ سارے کے سارے وہ لوگ ہیں۔ جو کسی نہ کسی ٹہنی کے ماننے والے ہیں۔ حضرت کرشن کو ماننے والے اگر یہ کہتے ہیں۔ کہ ان کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ تو وہ بتائیں۔ کہ حضرت کرشن کا کیا اثر ان پر قائم ہے۔ بھٹیریں گوہ کھانے کے لئے جس طرح دوڑتی ہیں۔ یہ لوگ اسی طرح جھوٹ کی غلاطت پر منہ مارنے کے لئے دوڑتے ہیں۔ ان کو اتنا خیال نہیں آتا۔ کہ یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے معزز لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ اخباروں کے ایڈیٹرز ہیں۔ جو اپنی اپنی قوموں کی رہنمائی کے مدعی ہیں۔ اور جب یہ لوگ اس قدر جھوٹ بولتے ہیں۔ تو وہ بتائیں۔ کہ حضرت کرشن کا ان پر کیا اثر باقی ہے حضرت راجندر کا ان پر کیا اثر باقی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں کی زندگیوں میں آپ کا کیا اثر باقی ہے۔ جب کہ یہ بھی نہایت بے باکی کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں۔ پس ان امبیہ کا اپنے اپنے ماننے والوں پر آج کسی بھی اثر کا باقی نہ ہونا بتاتا ہے۔ کہ

آج ضرورت ہے

اس امر کی کہ دنیا میں نیا کرشن آئے۔ نیا راجندر آئے۔ تاکہ دوبارہ دنیا میں سچ کو قائم کیا جاسکے۔ اور ان کو اس طرح جھوٹ بولنے اور جھک مارنے سے روکیں۔ کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ

A Heavenly Message to all the Nations of the Globe

دنیا کی تمام اقوام کو ایک آسمانی پیغام

اس میں شہر موعود کی لندن میں فرمائی ہوئی وہ تقریر جو ایک آسمانی پیغام کے نام سے مشہور ہے وہ بھی شامل ہے۔ اس میں اور بھی بہت سے تبلیغی مضامین ہیں جن سے غیر مسلم اور غیر احمدی اصحاب پر احمدیت کی حجت پوری ہو سکتی ہے۔

اس انہی صفحہ کے رسالہ کی قیمت ۳۰ روپے محصول ڈاک

عبداللہ دین سکندر آباد دکن

میں تو کہتا ہوں کہ بظاہر حالات اولاد ہو نہیں سکتی۔ مگر یہ لوگ میری طرف یہ بات خوب کر کے شائع کرتے ہیں کہ گویا میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے کہ آنتہ نبی ان کے ہاں پیدا ہوگا۔ پھر بعض اخباروں نے لکھا ہے کہ

جماعت احمدیہ
 نے اس شادی کی مخالفت کی۔ حالانکہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ سوائے ایک شخص کے جسے غلط فہمی ہو گئی تھی اور اس نے بھی یہ لکھا کہ آپ کو کسی بڑی عمر کی عورت سے شادی کرنی چاہیے اور یہ بھی اس نے اس لئے لکھا کہ اسے اصل حالات کا علم نہ تھا کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی مگر یہ اخبار لکھ رہے ہیں کہ جماعت نے بہت مخالفت کی۔ پھر لکھتے ہیں کہ خدا نے مجھے کہا کہ اگر تم نے یہ شادی نہ کی۔ تو نبوت چھین جائیگی یہ اتنا بڑا انفرادی جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور ایسا جھوٹ بولنے والوں میں مسلمان بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا ان پر اب کیا اثر باقی ہے جب

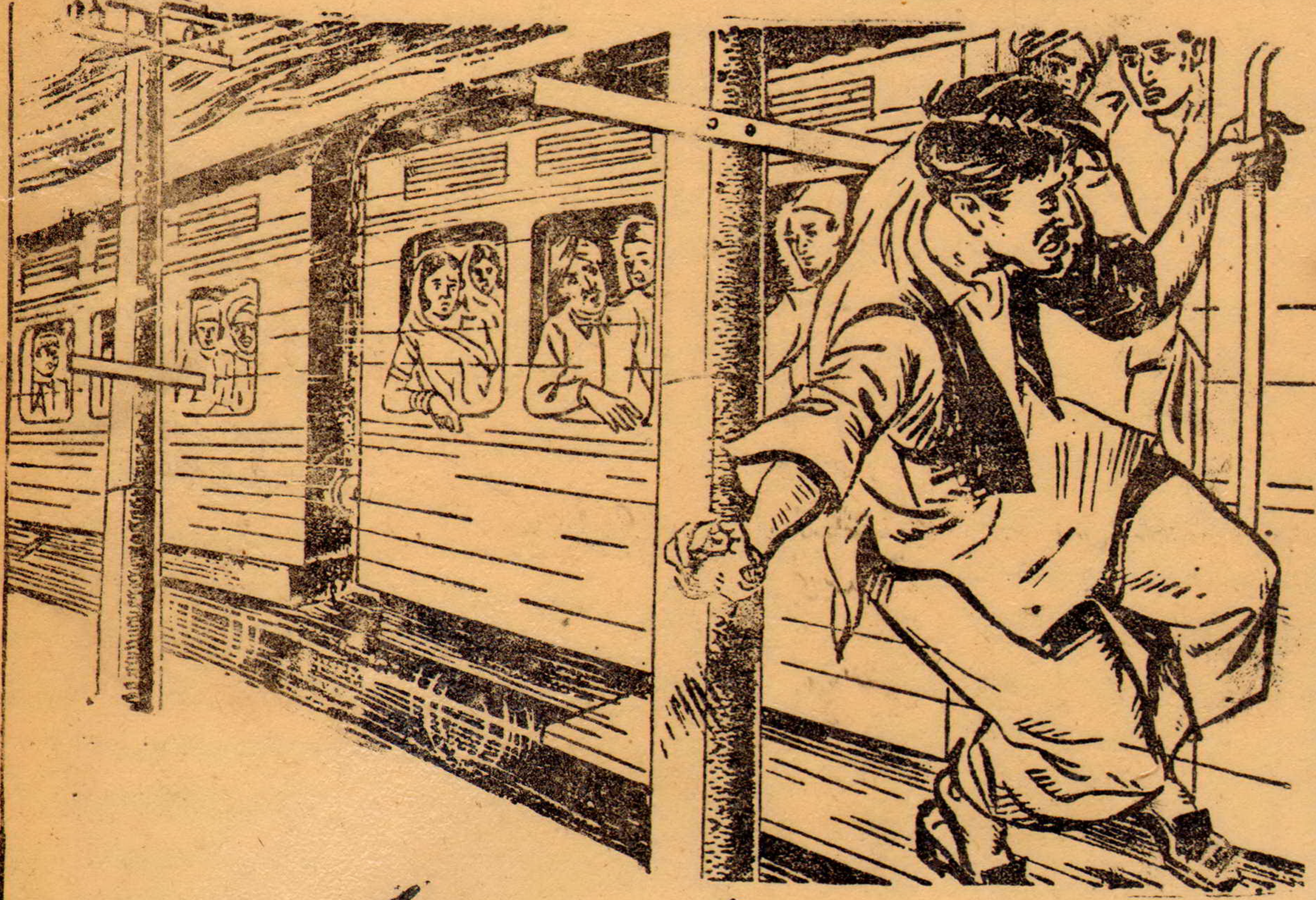
لیڈروں اور ایڈیٹروں کی یہ حالت ہے جو ہنہماکی کے مدعی ہیں۔ اور وہ واقعات کو اس طرح بدل دیتے ہیں۔ تو صحت ظاہر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اب ان کے لئے کسی فائدہ کا موجب نہیں رہا۔ اور ضرورت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی زندہ بروز پیدا ہو جو ایک ایسی جماعت قائم کرے۔ جو دنیا میں صداقت اور راستی پر قائم رہنے والی ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کا نام لیوا کون ہوگا۔ کیا دنیا میں توحید الہی کو قائم کرنے والے یہ جھوٹے اور بے حیا لوگ ہونگے ان لوگوں کا اس قدر بے باکی سے جھوٹ بولنا ثبوت ہے اس امر کا کہ ان کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی محبت نہیں۔ حضرت کرشن اور حضرت رام چندر کی کوئی محبت نہیں کیونکہ اگر ان بزرگوں کی محبت ان کے دلوں میں ہوتی تو یہ اس طرح کبھی جھوٹ نہ بولتے پس ان لوگوں کا اس طرح جھوٹ کی نجاست پر مبنی مارنا خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوڑیں لانے اور خود

ان بزرگوں کی روحوں کو جوش میں لانے والی بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے بروز دنیا میں بھیجے۔ تا پھر دنیا میں صداقت قائم ہو سکے۔ اور تا پھر دنیا کو راستبازی کی طرف لایا جاسکے۔

کرتے اور اسے نامناسب ظاہر کرتے ہیں ایک کا بیٹا بھی نظر بند ہے۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو جب یہ سارے حالات سنائے گئے تو ان سب نے کہا کہ یہ تو بالکل مناسب شادی ہوگی اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو نامناسب ہوتا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو صحیح واقعات کو

سکولوں نے صحیح بات کو سمجھ لیا۔ یا پھر یہ کہ یہ شادی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔

اکبر اکبر
 استغادہ اکبر کا تجربہ علاج ہے
 قیمت فی تولہ ۱۰ روپے مکمل خوراک گیارہ تولہ یا وہ بچے
طبیعیہ عجائب گھر قادیان



ایسا بھی نہ کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زیادتی کرنا ہے۔
 آج کل ریلوں میں بڑی مصیبت ہوتی ہے کیونکہ گاڑیاں کم چل رہی ہیں اور ڈبے کم ہو گئے ہیں۔ گاڑیاں اس لئے کم چل رہی ہیں کہ ریلوں کا سب سے پہلا سہارا سارے ملک میں کھانے کی چیزیں۔ کپڑے اور ایندھن پہنچانا ہے۔ آپ کے سفر کرنے سے زیادہ ضروری ہے کہ آپ کے کھانے پکوانے اور پہننے کو کپڑے برابر ملتے رہیں۔

ریل گاڑی کے باہر کھڑے ہو کر ہرگز سفر نہ کیجئے۔ ایسا کرنے سے آپ سگنل کے نیچے یا ریل سے ٹکرائیں گے اور آپ کے پرچے آڑ جائیں گے۔ آپ اس طرح زخمی ہوں یا جان کھو سکتے ہیں۔ اس کا کوئی معاف دھند نہیں دیتی۔ کیونکہ اس قسم کا سفر تو نامنوع ہے۔ اگر ڈبے کے اندر کھنسنے کا موقع نہ مل سکے تو سفر ہرگز نہ کیجئے۔ جان بوجھ کر ایسا کام کرنا جس میں بڑی پسلی ہوتی ہے یا جان جانے کا خطرہ ہو اپنے ساتھ اور اپنے بال بچوں کے ساتھ بے جا

سفر کم کیجئے اور سفر میں خطرہ مول نہ لیجئے

ریلوں کے بورڈ نے اس کی کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لندن۔ اگست۔ اتحادی فوجیں اب پیرس سے ۱۱۹ میل دور ہیں۔ لیمان کے اہم جنگیں پر قبضہ کے بعد وہ کافی آگے بڑھ چکی ہیں۔ لیمان سے ساٹھ میل مغرب مشرق میں بھی وہ ایک اہم مقام پر قبضہ کر چکی ہیں۔ برلین کے جزیرہ نما میں سامان کی بندرگاہ پر بھی قبضہ کیا جا چکا ہے۔ برلین اور لوریان میں دشمن کا صفایا کیا جا رہا ہے۔ دریائے اڈون کے پار ہمارے مورچے پر دشمن نے کسی جوابی حملے کے بغیر سوار۔

لندن۔ اگست۔ مشرقی جہل اور مشرق وسطیٰ نے دشمن کی بو بولوں کے بارہ میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے دشمن کی پانچ سو پونڈیں برباد ہو چکی ہیں۔

لندن۔ اگست۔ جرمن جنگیوں اور پیل فوجوں کے دسے مشرقی پریشیائی سرحد پر روسیوں کا بہت سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جرمنوں نے روسیوں کو اس سرحد پر روکنے کا پختہ فیصلہ کر رکھا ہے۔

دارساکے شمال مشرق میں روسیوں نے ایک اور حملہ شروع کیا جو کارپین میں ایک شہرے کیلئے جو چیکو سلواکیہ کی سرحد سے بیس میل ہے۔

لندن۔ اگست۔ فلوریس کے جنوب مشرق میں بڑے روسی نڑائی ہو رہی ہے۔ اتحادی فوج نے شمال کی طرف بڑھتے ہوئے۔ بعض اہم پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن نے کسی جوابی حملے کے بغیر سوار۔

لندن۔ اگست۔ اتحادی فوج نے منی پور کے علاقہ سے بھی کچی جا پانی فوج کو بائیس کال رہی ہے۔ ٹیڈم روڈ پر جا پانیوں کو ان کی جھکیوں سے نکال دیا گیا ہے۔ دو دن تک ان چوکیوں پر حملے کئے جاتے رہے۔

لندن۔ اگست۔ پانچ سو سے زیادہ امریکن بم باروں نے آئی کے آڈوں سے اڈرک ہنگری میں طیارہ ساز کارخانوں اور نیبل کے ذخائر پر حملے کئے۔

واشنگٹن۔ اگست۔ آگسٹ ۲۰ کو پاپے میں گھری ہوئی جاپانی فوج نے باقاعدہ مزاحمت جاری ہے۔ یہاں سے نکل جانے کی کوششیں میں دشمن اپنے سات ہزار سپاہیوں سے لاکھ دھوٹیاں نڈا ہے کہ وہ ایک میں ابھی دو ہزار جاپانی فوجیں ہیں۔ سوام پاپ امریکن فوج کا

قبضہ ہو چکا ہے۔ آسٹریا کے علاقے میں بچے کچھے جاپانی بغیر سامان اور بغیر خوراک کے جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ خندا ناؤ کے جنوبی کنارے پر دشمن کے ہماڑوں پر امریکن طیاروں نے بڑے بڑے زور کی بمباری کی ہے۔

لندن۔ اگست۔ جاپان کے وزیر اعظم جنرل کیمبو نے ایک تقریر میں کہا کہ اس وقت کے ہونے کہا۔ یہ امر بعید نہیں کہ اتحادی جاپان پر چڑھائی کریں۔ وہ جنوبی علاقوں سے جاپان کی سپلائی لائن کو کاٹ دینا چاہتے ہیں۔

چنگنگٹ۔ اگست۔ جاپانیوں نے ہونان کے محاذ پر جنگ یا تاگ کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہنگ یانگ۔ ہنگاؤ کنیشن ریلوے پر ایک اہم جنگیں ہے اور موجودہ جنگیں اس شہر کو طویل ترین محاصرہ سے دوچار ہونا پڑا۔

نیو یارک۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمنوں نے فرانس کا مشہور بحری اڈہ بورڈو خود بخود خالی کر دیا ہے۔

راولپنڈی۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکستان کے پراسرار مطالبہ پر ہندوستانی سائنس کے چار ہزار راتر اڈھار اور بیٹے کے حساب میں بھیجے گئے ہیں۔ یہ راتر کا روانی رستے سے گئے ہیں۔

ممبئی۔ اگست۔ کل ۹ اگست کی یادیں ۲۵ کانگریسی سرخ جھنڈیاں اٹھا کر جھنڈے کی سلامی اتارنے کے لئے نکلے تھے۔ کو گرفتار کر لئے گئے۔ مگر تمام کی وقت سب کے سب راکر دیئے گئے۔

لندن۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کا برطانیہ ہائی کمشنر دہشت پسندوں کی ایک کارروائی کے نتیجے میں زخمی ہو گیا۔ تفصیل کا انتظار ہے۔

لندن۔ اگست۔ جرمن نینڈ ایجنسی کا بیان ہے کہ مشرقی قازانہ حملہ کی سازش کے الزام میں آٹھ جرمن جرنیل تخری دار پر لٹکا دیئے گئے۔

لاہور۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال بعض پانڈیوں کے ساتھ حج کے لئے جانے کی اجازت

دے دی جائے۔ لیکن مجاز میں قوط اور ہماڑوں کی کمی کے پیش نظر مختلف صوبوں سے ایک مخصوص تعداد کو ہی اجازت مل سکے گی۔

لندن۔ اگست۔ گزشتہ چھ ہفتوں میں روسیوں نے ایک لاکھ تیس ہزار مربع میل علاقہ جرمنوں سے آزاد کر لیا ہے۔

انقرہ۔ اگست۔ سیاسی تعلقات کے انقطاع کے بعد ترکی کی جرمن نوآبادی کے پانڈیاں باشندوں میں سے پندرہ سو فیس ہفتی روٹ ہو چکے ہیں۔ یہودی النسل جرمنوں کو ترکی میں رہنے کی اجازت حاصل ہو سکے گی۔

لندن۔ اگست۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت روس کی طرف سے برطانیہ پر دباؤ ڈالاجا رہا ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کو حل کیا جائے۔ اور اس ملک کو آزادی دی جائے۔

لندن۔ اگست۔ ایک خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ فن لینڈ کے سابق وزیر خارجہ نئی حکومت میں وزیر اعظم بنا دیئے گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نئی حکومت روس سے صلح کرے گی۔

لاہور۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ سردار شوکت حیات خان کے خلاف مختلف الزامات کی تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔ خفیہ پولیس نے مختلف سرکاری محکموں کی بعض اہم دستاویز پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ بعض لوگوں کے بیانات بھی لئے جا رہے ہیں۔

امت سمر۔ اگست۔ کل ۹ اگست تھا۔ اس لئے تمام بڑی بڑی منڈیاں بند ہیں۔

گٹھ۔ اگست۔ ضلع پوری میں روسی بارشیں ہوئی ہیں۔ بعض دریاؤں میں سیلاب آگئے ہیں۔ جن سے لوگوں کو بہت جانی و مالی نقصان ہو چکا ہے۔

نیویارک۔ اگست۔ اٹلی میں اس وقت نئی قسم کی طیارہ شکن توپ استعمال کی جا رہی ہے جو اوسطاً دو سو فائر کر کے دشمن کا ایک طیارہ گرا لیتی ہے۔ پہلے جو توپیں استعمال ہوتی تھیں وہ اوسطاً تین ہزار فائرزوں کے بعد ایک طیارہ گرا سکتی تھیں۔

لندن۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ سرفیروز خان لوہوں کو حکومت ہند کی فوج

پالیسی سے اختلاف ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ شاید وہ مستعفی ہو جائیں۔

ورین۔ اگست۔ چیدر و پشتر جنرل اسٹریٹس وزیر اعظم جنوبی افریقہ اور ہندوستانی لیڈروں کی بات چیت شروع ہو گئی تھی۔ جو ناکام ہو چکی ہے۔

دہلی۔ اگست۔ کوہ مری کے قریب ایک ٹماک کی کان دریافت ہوئی ہے۔ اور حکومت ہند نے اس سے استفادہ کے لئے ایک چار سالہ پروگرام مرتب کر لیا ہے۔

ممبئی۔ اگست۔ آٹھ ماہ کے بعد کل پہلی بار ریزرو بنک نے سونا فروخت کرنا شروع کیا۔ شروع میں رز - ۴۵/۲ فی ٹون تھا جو بڑھ کر ۴۹/۲ تک پہنچ گیا۔

لندن۔ اگست۔ پولینڈ کا وہ علاقہ جہاں تین لاکھ تیل پیدا ہوتا ہے۔ اب روسیوں کے قبضہ میں آ چکا ہے۔ پولینڈ پر قبضہ کے بعد جرمنوں نے مغربی علاقوں میں کئی کارخانے بنائے تھے۔ جو سب کے سب روسیوں کے قبضہ میں آ چکے ہیں۔ پولینڈ کے وزیر اعظم اور مارشل سٹالن میں ایک اور ملاقات کی خبر آئی ہے۔ جو خوش گوار ضمایں ختم ہوئی۔

لندن۔ اگست۔ فرانس کے آزاد علاقہ سے نکلنے والے اخبارات اب انگلستان آنا شروع ہو گئے ہیں۔ ان میں جنرل ڈیگال کے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا بیٹن بھی ہے۔

قاہرہ۔ اگست۔ مصر کی حکومت نے وٹنی گورنمنٹ سے تعلقات قطع کر کے جنرل ڈیگال کی حکومت کو فرانس کی جائز حکومت تسلیم کر لیا ہے۔

لندن۔ اگست۔ اتحادی فوجوں نے پیرس کو خوب کی طرف سے کاٹ دیا ہے۔

واشنگٹن۔ اگست۔ امریکی بحری حکم نے اعلان کیا ہے کہ امریکن نیوی کے امیر البحر مٹھون جنہوں نے امریکن فوجوں کو نارمنڈی میں اتارا تھا۔ خود کشی کے نتیجے میں ہلاک ہو گئے۔ خود کشی کی وجہ سے بیان کی جاتی ہے کہ آپ جنگ کی وجہ سے ٹھک کر چور ہو چکے تھے۔

لندن۔ اگست۔ وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ برطانیہ - کنیڈا - بلجیم - یونان - نالینڈ - ناروے - پولینڈ - امریکہ اور فرانسیسی گورنمنٹوں میں جنگ ختم ہونے کے فوراً بعد کے عرصہ میں حجاز سازی کے بارے میں اتفاق ہو گیا ہے۔

لندن۔ اگست۔ امریکی فوجیں ناگنگ شہر

یہ نئی نئی سب سے بڑی بحری بندرگاہوں میں سے ہے جہاں تجارتی